كلمة الحرمين

حافظ عبدالحمید عامر

حلالہ کا حیاء سوز فتویٰ اور

بنگلہ دیش ہائیکورٹ کا فیصلہ

فقہ حنفی کے پیروکار علماء اور عوام کیلئے لمحۂ فکریہ!

پاکستان کی عدالت عالیہ سندھ ہائیکورٹ کے بعد بنگلہ دیش ہائیکورٹ نے بھی حلالہ کے حیاء سوز فتویٰ پر پابندی لگا کر اس کے ناجائز اور شرمناک ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ گزشتہ ماہ بنگلہ دیش کی عدالت عالیہ ہائیکورٹ نے علماء کرام پر فتاویٰ جاری کرنے کی پابندی عائد کر دی ہے۔ تفصیلات کے مطابق ایک بنگلہ دیشی جوڑے سیف الاسلام نے اپنی بیوی کو بیک وقت ایک مجلس میں اکٹھی تین طلاقیں دے ڈالیں، بعد میں اسے اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی، تو اس نے اپنی بیوی سے رجوع کرنے کیلئے وہاں کے (حنفی) علماء کرام سے فتویٰ لینے رابطہ کیا۔ تو انھوں نے اسے حلالہ کرنے کا فتویٰ دیا۔

حلالہ کے اس شرمناک فتویٰ پر فریقین مطمئن نہ ہوئے تو معاملہ ہائیکورٹ تک پہنچ گیا۔ ہائی کورٹ نے اس لغو فتویٰ کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے کہا کہ حلالے کی ضرورت نہیں ہے۔

ہائی کورٹ نے پولیس کو ہدایت کی کہ آئندہ کبھی بھی کوئی اس قسم کا فتویٰ سامنے آئے تو اس کے دینے والے مولوی کے خلاف فوری قانونی کاروائی کی جائے۔ عدالت عالیہ نے علماء کے فتویٰ کو غیر قانونی قرار دیتے ہوئے پارلیمنٹ سے کہا ہے کہ ایسا قانون بنایا جائے کہ فتویٰ دینا قابل دست اندازیٔ پولیس قرار دیا جائے (روزنامہ خبریں ۳ جنوری)

فتویٰ کا مطلب شرعی حکم ہے...... اور کسی بھی حل طلب مسئلہ میں قرآن وحدیث کی روشنی میں مفتی کے فیصلہ کو فتویٰ کہتے ہیں اور یہ علماء کرام کی ذمہ داری ہے کہ وہ روزمرہ زندگی میں پیش آمدہ عوام کے مسائل کو قرآن وحدیث کی روشنی میں حل کریں۔ علماء کی یہ ذمہ داری اور ان کا یہ حق ہے۔ ان کے اس حق پر کوئی عدالت یا کوئی حکومت پابندی نہیں لگا سکتی اور نہ ہی ان سے ان کا یہ منصب بزور چھینا جا سکتا ہے۔ مگر ..... حنفی علماء کی اپنی نااہلی، فرقہ پرستی اور فتویٰ فروشی کی وجہ سے نوبت بایں جا رسید ..... کہ ہائیکورٹس کے جج صاحبان نے حنفی علماء پر فتویٰ

دینے پر پابندی لگانے کے احکامات جاری کرنے کا سلسلہ شروع کردیا ہے، اور اس سلسلہ میں پارلیمنٹ سے قانون سازی کی سفارشات بھی کی جارہی ہیں۔

حنفی علماء کیلئے اس سے بڑھ کر بے عزتی اور بے توقیری کا اور کیا مقام ہوگا؟ چند ٹکوں کی خاطر طلاق ثلاثہ پر کفارہ کے نام پر سادہ لوح عوام کی جیبوں پر ڈاکہ ڈالنے والوں اور حلالہ کا فتویٰ دے کر ان کے شرم و حیاء و ایمان کا جنازہ نکالنے والے حنفی مولویوں کو ہائیکورٹس کے ججوں سے اس سے بہتر فیصلوں کی توقع نہیں رکھنی چاہیے!

محترم! طلاقِ ثلاثہ سمیت دین و دنیا کا کوئی بھی مسئلہ درپیش ہو تو ہمیں قرآن و حدیث سے ہی رجوع کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد مبارک ہے: ﴿فإن تنازعتم في شيءٍ فردوه إلى الله والرسول إن كنتم تؤمنون بالله واليوم الآخر﴾ (النساء: ۵۹) ترجمہ: "پھر اگر کسی بات میں اختلاف کرنے لگو تو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف رجوع کرو اگر تم آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی تمہارے لیے بہتر ہے اور اسی میں آخر کار خوبی ہے"۔

حلالہ کا فتویٰ دیتے وقت رحمت عالم ﷺ کا یہ فرمان مبارک کیا حنفی علماء کی نظروں سے اوجھل ہوگیا ہوتا ہے؟ (لعن الله وفي رواية لعن رسول الله المحلل والمحلل له) ترجمہ: "اللہ اور رسول اللہؐ کی لعنت ہو حلالہ کرنے والے اور حلالہ کروانے والے پر"۔ اور حلالہ کرنیوالے سے آپؐ کی نفرت کا یہ عالم ہے کہ آپؐ نے اسے (بئس التيس ...... التيس المستعار) یعنی: "بدترین سانڈ اور کرایہ پر لیا ہوا سانڈ قرار دیا ہے"۔

بلاشبہ ہماری دنیا و آخرت کی بھلائی قرآن و حدیث سے وابستہ رہنے میں ہے۔ صرف قرآن و حدیث میں ہی ہمارے تمام مسائل و مشکلات کا حل موجود ہے۔

اللہ کی بھیجی ہوئی آسمانی شریعت (قرآن و حدیث) پر کاربند رہ کر ہی ہم گمراہی و ضلالت اور بدبختی و شقاوت سے بچ سکتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ﴿فإما يأتينكم مني هدى، فمن اتبع هداي فلا يضل ولا يشقى﴾ (طہٰ: ۱۲۳) ترجمہ: "پھر اگر تم کو میری طرف سے پیغام ہدایت پہنچے، تو جو میری ہدایت کی پیروی کریگا، وہ نہ راستے سے بھٹکے گا اور نہ ہی وہ تکلیف و زحمت میں پڑیگا"۔

یہ "پیغام ھدایت"۔ قرآن و حدیث میں مضمر ہے کسی دوسری فقہ یا مسلک و مذہب میں نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے کتاب و سنت کے ساتھ چمٹے رہنے کی صورت میں صراط مستقیم اور عدم گمراہی کی گارنٹی دی ہے فرمان رسالت مآب ﷺ ہے: (تركت فيكم أمرين لن تضلوا ماتمسكتم بهما كتاب الله وسنتي) ترجمہ: "میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں، اگر تم اسے مضبوطی سے تھامے رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے، ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری سنت ہے"۔

دور حاضر میں امت محمدیہؐ میں بگاڑ اور فساد کا اصل سبب ہی قرآن و حدیث سے دوری اور تقلید کے نام پر

دیگر مذاہب و مسالک کا وجود میں آجانا اور ان سے دلی وابستگی کی وجہ سے ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہر قسم کی فرقہ پرستی اور گروہ بندیوں سے بالاتر ہو کر اور ہر قسم کی حزبی اور جماعتی تعصب سے پاک ہو کر اللہ اور اسکے پیارے حبیب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے حکم اور فیصلہ کو دل و جان سے تسلیم کر لیا جائے، جیسا کہ اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں: ﴿فلا وربك لايؤمنون حتى يحكموك فيما شجر بينهم ثم لايجدوا في أنفسهم حرجا مما قضيت ويسلموا تسليما﴾ (النساء: ۶۵) ترجمہ: "(اے پیغمبرؐ) تیرے پروردگار کی قسم! (اللہ تعالیٰ خود اپنی قسم کھاتا ہے) وہ مومن نہ ہوں گے جب تک اپنے جھگڑے کا فیصلہ تجھ سے نہ کروائیں۔ پھر تیرے فیصلے سے ان کے دلوں میں ذرہ برابر تنگی اور گرانی نہ ہو، اور (خوشی خوشی) مان کر (دل سے) منظور کرلیں"۔

طلاقِ ثلاثہ کے بارہ میں بھی حنفی مقلدین امام اعظم حضرت محمد رسول اللہؐ کے فیصلے کو دل سے تسلیم نہ کر کے دنیا و آخرت کی گوناگوں تکالیف و مصائب میں مبتلا ہو چکی ہے، عوام کی اکثریت حنفی علماء کے اس شرمناک فتویٰ کی وجہ سے ان سے بے زار و بد دل ہو چکی ہے۔ اسی لئے اب اکثر حنفی علماء خود انہیں اس مسئلہ میں اہلحدیث علماء سے رجوع کرنے کو کہہ دیتے ہیں مگر خود انہیں قرآن و حدیث کے مطابق فتویٰ دینے کی توفیق نہیں ہوتی۔ بقول اقبالؒ:

؎ کتنے بے توفیق ہوتے ہیں یہ فقیہانِ حرم — کہ خود بدلتے نہیں قرآن کو بدل دیتے ہیں

نامعلوم کس بناء پر یہ لوگ قرآن و حدیث سے اتنے دور ہو گئے ہیں؟ کیا وجہ ہے کہ امام اعظم ﷺ کے فیصلے کو یہ نہیں مانتے جبکہ اپنے بنائے ہوئے خود ساختہ اماموں، فقیہوں، مولویوں اور پیروں کی باتوں اور ان کے قول و اقوال کو فوراً دل سے تسلیم کر لیتے ہیں؟؟ حالانکہ اللہ أحکم الحاکمین نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے: ﴿وما كان لمؤمن ولا مؤمنة ......﴾ (الأحزاب: ۳۶) ترجمہ: "اور کسی مومن مرد اور مومنہ عورت کیلئے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور اسکے رسول ﷺ کسی بات کا فیصلہ کر دیں تو وہ اپنی رائے کو اس میں دخل دیں اور جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرے گا (اور دوسروں کی رائے پر چلے گا) تو وہ کھلم کھلا گمراہ ہو چکا"۔

حالانکہ اس لعنتی فتویٰ پر نامعلوم ان علماء کی سوئی کیوں اٹکی ہوئی ہے؟ جبکہ اس کی وجہ سے بے شمار خاندان اختلاف و انتشار کا شکار ہو کر قتل و غارت کی نذر ہو چکے ہیں۔ اور بے شمار جوڑے حلالہ جیسے قبیح اور گھناؤنے فعل کے ارتکاب سے بچنے کیلئے جبری علیحدگی کی زندگی گزارتے ہوئے طرح طرح کی معاشرتی برائیوں میں مبتلا ہو کر گناہ آلود زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

بیک وقت دی گئی تین طلاقوں میں عوام کی صحیح رہنمائی کی ذمہ داری بالآخر علماء حق پر ہی عائد ہوتی ہے۔ اور بفضل اللہ اہلحدیث علماء نے یہ ذمہ داری بطریق احسن نبھائی ہے۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

اسلام دینِ فطرت ہے! اس کے قوانین و ضوابط انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں۔ طلاق کے مسئلہ کو

ہی لیجئے..... اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں : ﴿الطلاق مرتان﴾ یعنی : "یہ طلاقیں دو مرتبہ ہیں"۔ یعنی : وہ طلاق جس میں خاوند کو (عدت کے اندر) رجوع کا حق حاصل ہے، وہ دو مرتبہ ہے۔ پہلی مرتبہ طلاق کے بعد بھی اور دوسری مرتبہ طلاق کے بعد بھی رجوع ہو سکتا ہے۔ تیسری مرتبہ طلاق دینے کے بعد رجوع کی اجازت نہیں۔ اور پہلی یا دوسری مرتبہ سوچنے اور غور کرنے کی سہولت سے محروم بھی نہیں کیا۔ ورنہ..... اگر پہلی مرتبہ کی طلاق میں ہمیشہ کیلئے جدائی کا حکم دے دیا جاتا تو اس سے پیدا ہونیوالی معاشرتی مسائل کی پیچیدگیوں کا اندازہ نہیں کیا جا سکتا۔ علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ نے "طلقتان" (دو طلاقیں) نہیں فرمایا.... بلکہ ﴿الطلاق مرتان﴾ یعنی "طلاق دو مرتبہ ہے"۔ فرمایا، جس سے اس بات کی طرف اشارہ فرمادیا کہ بیک وقت دو یا تین طلاقیں دینا اور انہیں بیک وقت نافذ کر دینا حکمت الہیہ کے خلاف ہے۔ حکمت الہیہ اس بات کی مقتضی ہے کہ ایک مرتبہ طلاق کے بعد (چاہے وہ ایک ہو یا کئی ایک) اور اسی طرح دوسری مرتبہ طلاق کے بعد (چاہے وہ ایک ہو یا کئی ایک) مرد کو سوچنے سمجھنے اور جلد بازی یا غصے میں کئے گئے کام کے ازالے کا موقع دیا جائے۔ یہ حکمت ایک مجلس کی تین طلاقوں کو ایک طلاق رجعی قرار دینے میں ہی باقی رہتی ہے، نہ کہ..... تینوں کو بیک وقت نافذ کر کے سوچنے اور غلطی کا ازالہ کرنے کی سہولت سے محروم کر دینے کی صورت میں۔ (ماخوذ احسن البیان)

فرمان رسالت مآب ﷺ سے بھی اس مسئلہ کی مزید وضاحت ہوتی ہے :

پہلی حدیث : (عن ابن عباسؓ قال کان الطلاق علی عهد رسول الله ﷺ وابی بکرؓ و سنتین من خلافة عمرؓ طلاق الثلاث واحدة .....) (صحیح مسلم : ۴۷۸) یعنی : "آنحضرت ﷺ، حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کے ابتدائی دو سالہ دور خلافت میں ایک وقت کی تین طلاقیں ایک ہی شمار ہوتی تھیں"۔

ازاں بعد جب حضرت عمرؓ نے دیکھا کہ لوگوں نے طلاق کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا ہے (یعنی طلاقیں بلا ضرورت زیادہ ہونے لگیں) تو پھر حکمت و مصلحت کے تحت سیاسۃً تین کو تین ہی نافذ قرار دے دیا۔

حضرت عمرؓ کا یہ حکم کوئی شرعی حکم نہ تھا بلکہ مصلحتاً تھا..... اس کے باوجود حضرت عمرؓ اپنی آخر عمر میں اپنے اس قول و حکم پر پشیمان بھی ہو گئے تھے، گویا کہ انہوں نے اپنی اس بات سے رجوع کر لیا تھا اور علامہ ابن قیمؒ نے حضرت عمرؓ کا رجوع اپنی مشہور تصنیف (اغاثۃ اللھفان : ۸۱) میں ان الفاظ سے ذکر کیا ہے : (ماندمت علی شیٔ ندامتی .....) یعنی : "میں اپنے کسی حکم پر اتنا نادم یا پشیمان نہیں ہوا جتنا طلاق کے بارے میں حکم سے ہوا"۔

یہ اندازِ تسلیم تھا صحابہ کرامؓ کا آنحضرت ﷺ کے فرمان اقدس کے مقابلہ میں! حضرت عمرؓ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی مگر آج کے متعصب مقلدوں کی طرح اس کی کسی قسم کی تاویل، تحریف اور توجیہ نہیں کی اور نہ ہی اسے منسوخ کہا۔

دوسری حدیث :(عن ابن عباسؓ قال: طلق عبد یزید أبو رکانۃ أم رکانۃ راجع أم رکانۃ فقال: طلقتها ثلاثاً یا رسول اللہ فقال: علمت ، راجعها......)(ابوداؤد : ۳۸۹) یعنی :''حضرت ابورکانہؓ نے اپنی بیوی ام رکانہؓ کو طلاق دے دی، پشیمان ہو کر آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، تو آپؐ نے فرمایا: اے ابورکانہ! تم اپنی بیوی ام رکانہؓ سے رجوع کرلو، ابورکانہؓ عرض کرنے لگے، اے اللہ کے رسولؐ! میں تو بیک وقت اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے چکا ہوں، اس پر آپؐ نے فرمایا کہ مجھے علم ہے...... تاہم آپ اپنی بیوی سے رجوع کرلیں'' پس ابورکانہؓ نے اپنی بیوی سے رجوع کرلیا۔

مندرجہ بالا دونوں روایات سے صراحۃً معلوم ہوا کہ ایک وقت کی تین طلاقیں ایک طلاق ہی شمار ہوگی۔

حلالہ کرنے اور کرانے والا دونوں ملعون ہیں :

اب اگر کوئی شخص حلالہ کرنے کی غرض سے عارضی نکاح کرتا ہے تو یہ ملعون فعل ہے، نبی کریمؐ نے فرمایا:(لعن اللہ المحلل والمحلل لہ) ترجمہ :''حلالہ کرنے اور حلالہ کروانے والا دونوں پر اللہ کی لعنت اور پھٹکار ہو''۔ برصغیر کے حنفی مولویوں نے پہلے ایک وقت کی تین طلاقوں کو تین شمار کرکے اللہ تعالیٰ کی حکمت، مصلحت، رحمت اور مودت کا دروازہ بند کیا۔ پھر حیلہ کے طور پر حرام (حلالہ) کا دروازہ کھولا۔

اب جو لوگ مقلد مولویوں کے فتویٰ پر عمل کرتے ہوئے حلالہ کرتے اور کرواتے ہیں، وہ بے شمار قباحتوں، خیانتوں اور گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں :

۱۔ وہ عورت جو عفت وعصمت کا پیکر ہوتی ہے حلالہ کے عمل سے اس سے شرم وحیاء کی چادر اتار لی جاتی ہے۔

۲۔ حلالہ کروانے والی عورت گویا دو آدمیوں سے زنا کرواتی ہے۔ ایک حلالہ کرنے والے اور دوسرا حلالہ کروانے والے سے !!! اسی لیے حضرت عمرؓ نے فرمایا: حلالہ کرنے والا یا جس کیلئے حلالہ کیا جائے، میں ان دونوں کو رجم (سنگسار) کردونگا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ)

۳۔ حلالہ سے عورت کی عزتِ نفس مجروح اور اس کا ضمیر مرجاتا ہے۔

۴۔ حلالہ سے دونوں خاندانوں کو بے غیرتی وبے حمیتی کا جام نوش کرنا پڑتا ہے۔ اسی لئے نکاح حلالہ کی تشہیر نہیں کی جاتی اور نہ ہی کبھی کسی نے اس موقع پر اعلان نکاح کی لازمی شرط کو پورا کرتے ہوئے لوگوں کو دعوت دی ہے اور نہ ہی اسکے بعد دعوتِ ولیمہ کا اہتمام ہوتا ہے، اسی لیے یہ سارا غیر شرعی عمل رات کی تاریکی میں لوگوں کی نظروں سے اوجھل ہو کر کیا جاتا ہے جس طرح زنا اور بدکاری کرنے والے لوگوں سے چھپ کر منہ کالا کرتے ہیں۔

۵۔ حلالہ کی غرض سے کیا گیا نکاح، نکاح نہیں ہے۔ بلکہ کھلم کھلا زنا وبدکاری ہے اور یہ نکاح نکاح متعہ سے

بھی بدتر عمل ہے۔

لہٰذا اس نکاح سے عورت پہلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہوگی۔ اسکے باوجود آج کا ہٹ دھرم مقلد حنفی عالم بڑی ڈھٹائی سے اپنے مریدوں اور پیروکاروں کو حلالے کا غیر شرعی فتویٰ دے کر انہیں مذہب اور دین کے نام پر بے حیائی و فحاشی کے راستہ پر ڈال رہا ہے۔ اسی وجہ سے آج کی عدالتِ عالیہ کے ججوں کو اس قسم کے جاھل اور ان پڑھ مولویوں کے فتاویٰ پر پابندی لگانا پڑی۔ اللہ کے پیارے حبیب ﷺ نے درست فرمایا تھا کہ ایک وقت آئیگا جب جاھل لوگ منبر و محراب کے وارث بن جائیں گے۔ (فأفتوا بغير علم، ضلوا فأضلوا) یعنی: "وہ بغیر علم کے فتوے دیں گے، خود بھی ہدایت سے ہٹ جائیں گے اور لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے"۔ أعاذنااللہ منهم۔

مرکزی جمعیت اہلحدیث قطر کے رہنماشاہ محمد علوی صاحب کی تشریف آوری

مرکزی جمعیت اہلحدیث دوحہ قطر کے ممتاز رہنما جناب شاہ محمد علوی صاحب گزشتہ دنوں ایک نجی دورہ پر پاکستان پہنچے۔ لاہور ائیر پورٹ پر ان کا پرتپاک استقبال رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب نے کیا۔ ان کے ہمراہ دیگر جماعتی احباب بھی تھے۔ معزز مہمان نے اپنے دورے کے دوران ۱۰۶ راوی روڈ لاہور میں مرکزی قائدین حضرت الامیر المرکزیہ پروفیسر ساجد میر صاحب، سیکرٹری جنرل میاں محمد جمیل صاحب، ایڈیٹر ہفت روزہ اہلحدیث محمد بشیر انصاری صاحب، پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی صاحب، مولانا محمد یونس آزاد صاحب، مولانا نعیم بٹ صاحب اور دیگر جماعتی احباب سے ملاقاتیں کیں۔ اس کے علاوہ پنجاب بھر میں بالخصوص لاہور میں زیر تعمیر مساجد کا معائنہ کیا۔ انھوں نے موقع محل کی مناسبت سے مساجد کیلئے مقامات کے انتخاب، ان کے خوبصورت نقشہ جات اور ان کی تعمیری رفتار پر گہرے اطمینان کا اظہار کیا۔ تقریباً دو ہفتے کے قیام کے بعد معزز مہمان واپس قطر روانہ ہو گئے۔ لاہور ائیر پورٹ پر علامہ محمد مدنی صاحب اور دیگر جماعتی احباب نے انہیں الوداع کہا۔

مسجد و مدرسہ کی شہادت کا المناک واقعہ

ڈیرہ غازی خان میں واقع "قصبہ سخی سرور" میں زیر تعمیر جامع مسجد التوحید اہل حدیث اور دینی مدرسہ کو نامعلوم وجوہ کی بناء پر کمشنر ڈیرہ غازیخان اور سیکرٹری اوقاف نے ۱۱ جنوری ۲۰۰۱ء کو شہید کر دیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

مسجد خدائی زیر تعمیر عمارت کو گرانا ایک قبیح اور گھناؤنا فعل ہے، جبکہ اس کی کوئی معقول وجہ بھی نہ ہو۔ اس المناک واقعہ پر ڈیرہ کے تمام مکاتب فکر کے علماء جن میں بریلوی، دیوبندی اور اہلحدیث مسالک شامل ہیں، نے اس واقعہ کی شدید مذمت کی ہے۔ رئیس الجامعہ علامہ محمد مدنی صاحب نے ایک بیان میں اس واقعہ پر شدید غم و غصے کا اظہار کرتے ہوئے مسجد اور مدرسہ کو دوبارہ تعمیر کرنے کا مطالبہ کیا ہے۔ اور اس کو شہید کرنے کے ذمہ داران حکومتی اہلکاران کو معطل کر کے انکے خلاف سخت کاروائی کرنے پر زور دیا ہے۔